بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سورۃ المائدہ

(۱۲)

(گذشتہ سے پیوستہ)

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

یٰٓاَیُّهَا الرَّسُوْلُ، لَا یَحْزُنْكَ الَّذِیْنَ یُسَارِعُوْنَ فِی الْكُفْرِ مِنَ الَّذِیْنَ قَالُوْٓا: اٰمَنَّا بِاَفْوَاهِهِمْ وَلَمْ تُؤْمِنْ قُلُوْبُهُمْ، وَمِنَ الَّذِیْنَ هَادُوْا سَمّٰعُوْنَ لِلْكَذِبِ،

تمھیں آزردہ نہ کریں وہ لوگ، اے پیغمبر[99] جو (خدا کی شریعت کے) منکر ہو جانے میں ایک دوسرے سے بڑھنے کی کوشش کر رہے ہیں، وہ بھی جو منہ سے کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے ہیں، دراں حالیکہ اُن کے دل ایمان نہیں لائے اور وہ بھی جو یہودی ہو چکے ہیں۔ یہ جھوٹ پر کان لگاتے ہیں، اُن لوگوں کے

[۹۹] اصل الفاظ ہیں: 'یٰٓاَیُّهَا الرَّسُوْلُ لَا یَحْزُنْكَ الَّذِیْنَ یُسَارِعُوْنَ فِی الْكُفْرِ'۔ اِن میں لفظ رسول سے خطاب اِس حقیقت کو ظاہر کرتا ہے کہ دین کی تبلیغ اور انذار و بشارت سے زیادہ کوئی ذمہ داری آپ پر عائد نہیں کی گئی۔ آپ نے رسالت کا یہ فرض ادا کر دیا تو اپنی ذمہ داری سے سبکدوش ہو گئے۔ لوگ نہیں مانتے تو اِس کی پرسش اُنھی سے ہوگی۔ آپ کو اِس معاملے میں آزردہ ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ استاذ امام لکھتے ہیں:

> ''... یہاں چونکہ مقصود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو منافقین اور یہود کی مخالفانہ اور سازشانہ روش پر تسلی دینا اور اِس حقیقت کو واضح کرنا ہے کہ جن کا فتنہ میں پڑنا سنت الٰہی کے بموجب مقدر ہو چکا ہے، وہ فتنہ میں پڑ کے رہیں گے، اِس وجہ سے 'یٰٓاَیُّهَا الرَّسُوْلُ' کے خطاب سے آپ کو مخاطب کرنا موزوں ہوا تاکہ خطاب ہی سے آپ کی

سَمّٰعُوْنَ لِقَوْمٍ اٰخَرِيْنَ لَمْ يَاْتُوْكَ، يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ مِنْ بَعْدِ مَوَاضِعِهٖ، يَقُوْلُوْنَ: اِنْ اُوْتِيْتُمْ هٰذَا فَخُذُوْهُ وَاِنْ لَّمْ تُؤْتَوْهُ فَاحْذَرُوْا، وَمَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ فِتْنَتَهٗ فَلَنْ تَمْلِكَ لَهٗ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا. اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَمْ يُرِدِ اللّٰهُ اَنْ يُّطَهِّرَ قُلُوْبَهُمْ، لَهُمْ فِي

جھوٹ پر جو اِن سے الگ ایک دوسرا گروہ ہیں، جو کبھی تمھارے پاس نہیں آتے[100]، بات کا موقع و محل متعین ہو جانے کے باوجود اُس کو اصل معنی سے پھیر دیتے ہیں[101]، کہتے ہیں کہ تمھارے معاملے کا فیصلہ یہ ہو تو مانو اور نہ ہو تو اُس سے بچ کر رہو[102]۔ (یہ فتنے میں پڑ چکے ہیں) اور جس کو اللہ فتنے میں ڈالنا چاہے، (وہ اُس میں پڑ کر رہتا ہے)، اِس لیے کہ اللہ کے مقابل میں تم اُس کے لیے کچھ بھی نہیں کر سکتے[103]۔ یہی ہیں جن کے

ذمہ داری کی حد آپ پر واضح ہو جائے۔ آگے خطاب کی یہی مضمر حقیقت الفاظ میں یوں واضح فرما دی گئی ہے: 'مَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ فِتْنَتَهٗ، فَلَنْ تَمْلِكَ لَهٗ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا'۔'' (تدبر قرآن ۲/ ۵۲۱)

[۱۰۰] اشارہ ہے یہود کے اُن علما اور لیڈروں کی طرف جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں شب و روز جھوٹ گھڑتے اور سامنے آ کر بات کرنے کے بجائے پردے کے پیچھے بیٹھ کر اپنے پیروؤں کو آپ کی مخالفت میں سرگرم رکھتے تھے۔

www.javedahmadghamidi.com

[۱۰۱] اصل میں 'يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ مِنْ بَعْدِ مَوَاضِعِهٖ' کے الفاظ آئے ہیں۔ اِن میں ایک مضاف عربیت کے عام قاعدے کے مطابق حذف ہو گیا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ بات کا موقع و محل اور محمل و مصداق متعین ہو جانے کے باوجود اُس کو موقع و محل سے ہٹا دیتے ہیں، اِس لیے صریح تحریف کے مرتکب ہیں۔ ایسا نہیں ہے کہ موقع و محل واضح نہیں ہوتا اور اُس کے انطباق میں غلطی کر جاتے ہیں، لہٰذا معذور ٹھیرائے جا سکتے ہیں۔

[۱۰۲] یعنی خدا کی شریعت کے مطابق اور حق و انصاف کا فیصلہ نہیں چاہتے، بلکہ اپنی مرضی کا فیصلہ چاہتے ہیں۔ چنانچہ آپس میں کہتے ہیں کہ فیصلہ حسب منشا ہو تو قبول کر لیں گے، ورنہ کترا جائیں گے۔

[۱۰۳] یہ اُس سنت الٰہی کا بیان ہے جو ہدایت و ضلالت کے باب میں ہمیشہ سے قائم ہے۔ استاذ امام امین احسن اصلاحی نے اِس کی وضاحت فرمائی ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

''...سنت الٰہی یہ ہے کہ جو لوگ جانتے بوجھتے اور دیکھتے سنتے شر کو خیر پر اور باطل کو حق پر ترجیح دیتے ہیں، نہ خدا کی تنبیہات سے سبق حاصل کرتے، نہ اہل حق کی نصیحتوں سے، وہ آہستہ آہستہ اپنے ضمیر اور اپنے عقل و ارادے کو

الدُّنیَا خِزۡیٌ وَّلَھُمۡ فِی الۡاٰخِرَۃِ عَذَابٌ عَظِیۡمٌ ﴿۴۱﴾ سَمّٰعُوۡنَ لِلۡکَذِبِ، اَکّٰلُوۡنَ
لِلسُّحۡتِ، فَاِنۡ جَآءُوۡکَ فَاحۡکُمۡ بَیۡنَھُمۡ اَوۡ اَعۡرِضۡ عَنۡھُمۡ، وَ اِنۡ تُعۡرِضۡ عَنۡھُمۡ
فَلَنۡ یَّضُرُّوۡکَ شَیۡئًا، وَاِنۡ حَکَمۡتَ فَاحۡکُمۡ بَیۡنَھُمۡ بِالۡقِسۡطِ، اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ

بارے میں اللہ نے نہیں چاہا کہ اِن کے دلوں کو پاک کرے۔[104] اِن کے لیے دنیا میں بھی رسوائی ہے اور آخرت میں بھی ایک بڑی سزا ہے۔ یہ جھوٹ پر کان لگاتے اور (جھوٹی گواہی کے لیے) بغیر کسی تردد کے حرام کھاتے ہیں،[105] لہٰذا (فیصلوں کے لیے) تمھارے پاس آئیں تو تمھیں اختیار ہے کہ اِن کا فیصلہ کر دیا ٹال دو۔ تم اِنھیں ٹال دو گے تو یہ تمھیں کوئی نقصان نہ پہنچا سکیں گے[106] اور اگر فیصلہ کرو گے تو تم پر لازم ہے کہ

اِس درجہ کند اور بے حس بنا لیتے ہیں کہ اُن کے اندر حق کی طرف بڑھنے کا کوئی عزم و حوصلہ سرے سے باقی رہ ہی نہیں جاتا، باطل ہی اُن کا اوڑھنا بچھونا بن جاتا ہے۔ اُن کو کتنا ہی جھنجھوڑیے اور جگایے، لیکن وہ یہ بستر چھوڑنے کا نام ہی نہیں لیتے۔ یہ لوگ ہیں کہ اللہ تعالیٰ اِن کو اِس فتنے ہی میں اوندھے منہ پڑے چھوڑ دیتا ہے جس میں وہ پڑ چکے ہوتے ہیں۔'' (تدبر قرآن ۲/ ۵۲۳)

[۱۰۴] اِس لیے نہیں چاہا کہ دلوں کی تطہیر کے لیے اللہ تعالیٰ کا ایک خاص ضابطہ ہے جس کے مطابق یہ اِس کے مستحق نہیں رہے کہ اللہ اِن کے دلوں کو پاک کرے۔ استاذ امام لکھتے ہیں:

''...جو لوگ نیکی اور تقویٰ کی راہ پر چلتے ہیں، اگر اثناے راہ میں اُن کو کوئی ٹھوکر لگ جاتی ہے، وہ گر پڑتے ہیں، لیکن گرنے کے بعد پھر اُٹھ کھڑے ہوتے ہیں اور توبہ و اصلاح کے ذریعے سے دامن جھاڑ کے پھر چل کھڑے ہوتے ہیں، تو خواہ ہزار بار گریں اور اُٹھیں، لیکن اُن کے دامن دل پر میل جمنے نہیں پاتا، اللہ اُن کی توبہ و اصلاح کو اُن کے لیے کفارۂ سیئات بناتا رہتا ہے۔ لیکن جو لوگ برائی اور نافرمانی ہی کو اپنا پیشہ بنا لیتے ہیں اور گناہوں کی کیچڑ ہی میں لت پت رہتے ہیں، اُن میں لذت و راحت محسوس کرتے ہیں، آہستہ آہستہ اُن کے دلوں پر اتنی سیاہی جم جاتی ہے کہ اُن پر کوئی صیقل بھی کارگر نہیں ہوتا، پھر خدا اُنھیں جہنم کی بھٹی ہی کے لیے چھوڑ دیتا ہے۔''

(تدبر قرآن ۲/ ۵۲۴)

[۱۰۵] یعنی جھوٹ کے رسیا ہیں۔ چنانچہ جھوٹی گواہی دین و شریعت کے کسی معاملے میں دینی پڑے یا کسی مقدمے میں، یہ ہر وقت تیار رہتے اور اس کے لیے رشوت لینے سے بھی گریز نہیں کرتے۔

www.javedahmadghamidi.org
www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

الْمُقْسِطِيْنَ ﴿۴۲﴾ وَكَيْفَ يُحَكِّمُوْنَكَ وَعِنْدَهُمُ التَّوْرٰةُ، فِيْهَا حُكْمُ اللّٰهِ، ثُمَّ يَتَوَلَّوْنَ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ، وَمَآ اُولٰٓئِكَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۴۳﴾

انصاف کے ساتھ فیصلہ کرو۔ اللہ اُنھی لوگوں کو پسند کرتا ہے جو انصاف کا فیصلہ کرتے ہیں۔ یہ تم سے کس طرح فیصلہ کراتے ہیں، دراں حالیکہ اِن کے پاس تورات ہے جس میں اللہ کا فیصلہ موجود ہے؟[۱۰۷] پھر فیصلے کے لیے رجوع کر لینے کے بعد اُس سے بھی برگشتہ ہو جاتے ہیں۔[۱۰۸] حقیقت یہ ہے کہ یہ ماننے والے لوگ ہی نہیں ہیں۔ ۴۱-۴۳

[۱۰۶] مطلب یہ ہے کہ اِن کی تمام سازشیں بے نقاب ہو جائیں گی۔ اللہ نے فیصلہ کر لیا ہے کہ اِن کا پردہ اٹھا دے گا۔ چنانچہ تم اِنھیں ٹال بھی دو تو اِس کی بنا پر تمھارے خلاف پروپیگنڈا کر کے یہ تمھیں اور تمھاری دعوت کو کوئی نقصان نہ پہنچا سکیں گے۔

آیت کے الفاظ سے یہ بات بھی نکلتی ہے کہ اہل کتاب اگر مسلمانوں کی حکومت میں اپنی شریعت کے مطابق اور اپنے علما وفقہا کی عدالتوں سے فیصلہ کرانا چاہیں تو اِس میں کوئی رکاوٹ نہیں ہے، بلکہ آگے کی آیتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ یہی طریقہ اللہ تعالیٰ کو پسند بھی ہے۔ اِس لیے کہ جب تک وہ قرآن پر ایمان نہیں لاتے، اُن کے لیے زیبا یہی ہے کہ وہ تورات وانجیل کی طرف رجوع کریں۔ یہ اللہ کی کتابیں ہیں اور کوئی مسلمان اُنھیں اللہ کی کتابوں پر عمل کرنے سے روکنے کی جسارت نہیں کر سکتا۔

[۱۰۷] یہ اِس بات پر اظہار تعجب ہے کہ تورات کو مانتے ہیں اور تم کو نہیں مانتے، لیکن محض اِس وجہ سے کہ تورات کا قانون کسی معاملے میں قابل قبول نہیں ہوتا تو اپنے مقدمات تمھارے پاس لے آتے ہیں تاکہ حسب منشا کوئی فیصلہ اگر حاصل ہو جائے تو کہہ سکیں کہ تورات کو چھوڑ کر ہم نے کوئی جرم نہیں کیا ہے۔ ہم نے تو خدا کے پیغمبر کا فیصلہ قبول کیا ہے۔

اِس سے یہ بات بھی واضح ہوتی ہے کہ خدا کا قانون اگر قانون کی حیثیت سے دیا گیا ہے تو اُس پر عمل بجاے خود مطلوب ہوتا ہے۔ اُس کے مقاصد کو سامنے رکھ کر کوئی شخص اُس کی جگہ کوئی دوسرا قانون نہیں بنا سکتا۔ آیت میں دیکھ لیجیے، نزول تورات کے کم وبیش پندرہ سو سال بعد بھی اللہ تعالیٰ کا اصرار ہے کہ اُس کے ماننے والے اُس کے احکام کے پابند ہیں۔ اِس کے بعد کسی مسلمان کے لیے یہ بات کس طرح جائز ہو سکتی ہے کہ اللہ کے قانون کو ایک طرف رکھ

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

کروہ اُس کے مقاصد کی رعایت سے اپنے لیے خود کوئی قانون بنالے؟ آیت کے سیاق وسباق سے واضح ہے کہ یہ حدود ہی کے احکام تھے جن سے فرار کے لیے یہود نے مختلف قسم کے حیلے نکالنے کی کوشش کی۔ اللہ تعالیٰ نے واضح کر دیا ہے کہ یہ صرف ظالم، فاسق اور کافر ہی ہیں جو اُس کے احکام سے اِس طرح فرار کی راہیں تلاش کرتے ہیں۔

[۱۰۸] یعنی حق و انصاف کا فیصلہ حاصل کرنے کی خواہش چونکہ شروع ہی سے نہیں تھی، اِس لیے پہلے رجوع کرتے ہیں، مگر تمھارا فیصلہ اگر مرضی کے مطابق نہ ہو تو اُس سے بھی برگشتہ ہو جاتے ہیں۔

[باقی]

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com